آہ! میرے ماموں جی

حافظ معوذ الرحمٰن منصور پوری بھانجا مولانا محمد اسحٰق بھٹی

اپنے پھول جیسے ماموں ''مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ'' کی زندگی کو دیکھتا ہوں تو میں نے اپنی 10 سالہ زندگی میں کوئی ایسا کوئی لمحہ نہیں دیکھا جس میں میں نے اپنے ''ماموں جی'' کو کسی کی عزت وتکریم کرتے نہ دیکھا ہو۔ اور اگر میں ان کی 90 سالہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے کوئی ایسا لمحہ نہیں ملتا جس لمحے میں وہ دین کے کام میں مصروف نہ ہوں۔ یہاں تک کہ جب وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ تو تب بھی ان کا دائیاں ہاتھ اس طرح بند (آپس میں ملا ہوا) تھا کہ جیسے کچھ لکھ رہے ہوں۔

ماموں جی...... نے اپنی تقریباً 91 سالہ زندگی میں وہ کام کر دکھایا جو اکیلے آدمی کے بس کی بات نہیں۔ ان کا یہ معمول بن چکا تھا کہ رات بھر جاگنا اور لکھتے ہی رہنا۔ اگر کوئی کہتا کہ اب آپ سو جائیں تو اس کو جواب دیتے۔

نیند کہتی ہے بہت جاگ چکا ہے سو بھی جا
کامرانی کا اصرار ہے آرام نہ کر

بس یہ ہی بات تھی جوان کو رات بھر جاگنے پر مجبور کرتی تھی۔ رات کو زیادہ جاگنے کی وجہ سے ان کی گردن نیچے کو جھکنی شروع ہوگئی تھی۔ ان کی وفات سے نہ صرف جماعتی کام میں رکاوٹ آئی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے خاندان کا ایک بڑا درخت بھی زیر زمین ہو چکا ہے۔ میری دو بہنوں کا نکاح ماموں جی نے پڑھایا۔ جب بھی ہمارے خاندان میں کسی کی شادی ہوتی تو نکاح ماموں پڑھاتے ۔ اور ہم فخر سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے ماموں جی مولانا محمد اساق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ لیکن آج ہم اپنے خاندان میں نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں

گلاب کا پھول ٹوٹا ہوا نظر آتا ہے۔

اک بار مجھے اچھی طرح یاد ہے...... کہ میں اور میرے بڑے بھائی نفیس اور میری والدہ لاہور گئے۔ اپنے ماموں جی کے کے لئے ساگ لے کر گئے۔ کیونکہ آپ رحمہ اللہ کو ساگ بہت پسند تھا۔ جب ہم ساندہ کالونی میں داخل ہوئے تو ساگ میرے بڑے بھائی نے پکڑا ہوا تھا لیکن جب ہم گھر میں داخل ہونے لگے تو ساگ میں نے پکڑ لیا۔

جب میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے ماموں جی تشریف لائے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ تو میرے ہاتھوں سے ساگ نیچے گر گیا۔ ماموں جی نے مجھے بڑے پیار محبت اور شفقت سے کہا...... کہ بیٹا گھبراؤ نہیں۔ پھر کیا ہوا''

ساگ کونسا سارا نیچے گر گیا۔ پھر ماموں جی نے بازار سے مکئی کا آٹا منگوایا اور کہا۔ کہ اب ساگ کے ساتھ مکئی کی روٹی کھانے کا مزا آئے گا۔ 3 مئی 2015ء بروز اتوار کو جب انہوں نے جامعہ سلفیہ میں آنا تھا تو اس سے ایک رات قبل 2 مئی بروز ہفتہ کو فیصل آباد میں میرے کزن کی شادی پر ملاقات ہوئی۔ ماموں جی نے اس شادی پر بھی نکاح پڑھایا اور ہماری کافی دیر تک باتیں چلتی رہیں۔

کیونکہ رات کا وقت تھا ہم سب جمع تھے۔ تو ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ہمارے درمیان چودھویں رات کا چاند موجود ہو۔ اور ہم سے بہت زیادہ خوش مزاجی سے باتیں کرتے تھے۔ اور اپنے حالات زندگی سناتے رہے۔ کہ اس دوران انہوں نے اچانک کہا کہ میں نے صبح جامعہ سلفیہ جانا ہے۔ کون میرے ساتھ جائے گا۔؟ جب میں نے سنا تو میرے دل سے آواز آئی۔ اے معوذ! ہمیشہ جامعہ سلفیہ کا نام ہی سنتا آیا ہے۔ لیکن دیکھا نہیں ہے۔ دل بہت چاہا میں بھی ساتھ جاؤں۔ لیکن میں مجبور تھا۔ اس دن نور الہدیٰ اسلامک سنٹر سے سند فراغت حاصل کرنی تھی۔ جس وجہ سے میں ماموں جی کے ساتھ نہ آ سکا۔ جب وہ چلے گئے تو سب کے چہروں سے رونق چلی گئی۔

آخری ملاقات

ماموں جی آخری بار گاؤں آئے تو ہم سب ستیانہ بنگلہ گئے ہوئے تھے۔میری ہمشیرہ کا آپریشن تھا اور ''الحمدللہ'' اللہ رب العزت نے چھ سال بعد اولاد کی نعمت سے نوازا تھا۔

21اکتوبر بروز بدھ تقریباً01.30 بجے میں نے ماموں جی کو فون کیا۔اور جب بھی کوئی خوشی والی بات ہوتی تو سب سے پہلے ہم ماموں جی کو بتایا کرتے تھے۔جب میں نے بتایا کہ آپ نانا جی بن چکے ہیں تو ماموں جی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔اور جلدی سے ہاتھ اٹھائے اور اللہ رب العزت سے دعا کی۔اے اللہ!

اس میرے نواسے کو لمبی دین والی زندگی عطا فرما۔(آمین)

جب دعا مکمل کی تو کہا میں گاؤں میں آ گیا ہوں۔اتنی بات سنی کہ ہم سب اللہ کا شکر ادا کرنے لگے۔کہ اتنی طبیعت خراب ہونے کے باوجود بھی ماموں جی نے مبارک باد پیش کی اور ہنستے ہوئے کہا۔کہ میں تو مٹھائی کھاؤں گا پھر میں مٹھائی لے کر آیا۔مٹھائی کھائی مٹھائی کھانے کے بعد مجھ سے سوال وجواب شروع کر دیئے آج کل کیا کر رہے ہو؟ میں نے بتایا کہ ابھی میں نے تجوید سے سند فراغت حاصل کی ہے۔اور سال کا درمیان ہے۔اور کسی جامعہ میں اس وقت داخلہ بھی ممکن نہیں تو ماموں جی نے مجھ سے پوچھا کہ کسی ادارے میں پڑھنا چاہتے ہو؟ تو میں نے جواب دیا کہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں۔

ماموں جی نے اسی وقت ''مولانا حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب حفظہ اللہ مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد'' کو فون کیا اور میرے داخلے کی بات کی اور میرا داخلہ جامعہ سلفیہ میں کروادیا۔

آخر کار جب ماموں جی کے نواسے کے عقیقہ کا دن آیا تو ماموں جی خوشی خوشی سے اٹھے۔کہ آج میں چھ سال بعد اپنے نواسے کو دیکھوں گا۔لیکن افسوس طبیعت نے ساتھ نہ دیا۔مزید صحت خراب ہونے کی وجہ سے عقیقہ والے دن 22 تاریخ بروز منگل کو ہم سب سے معذرت کرتے ہوئے لاہور چلے گئے۔اور آخری بار اپنے پرنور چہرے کا دیدار کرواتے

ہوئے ہم سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے۔

2 جنوری بروز ہفتہ میرے بھائی انیس کی شادی تھی۔ہم نے ماموں جی کو 15 دسمبر بروز منگل کو فون کیا اور شادی پر آنے کی دعوت دی۔ ماموں جی نے کہا۔ اگر میں نہ آ سکا تو ناراض نہ ہونا۔ کیونکہ میری طبیعت ساتھ نہیں دے رہی۔ہم نے اصرار کیا اور کہا کہ سابقہ روایات کے مطابق بھائی انیس کا نکاح بھی آپ نے ہی پڑھانا ہے۔تو آپ نے ہماری دعوت کو قبول کیا۔

جب میں جامعہ سلفیہ داخل ہونے کے لئے آیا تو حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب حفظہ اللہ مدرس جامعہ سلفیہ فیصل اباد نے محبت و پیار اور شفقت سے کہا کہ آپ نے پڑھنا ہے صرف پڑھنا ہے۔ اور اپنے ماموں جی کا نام روشن کرنا ہے۔ جب میں کلاس میں گیا۔تو سب اساتذہ حیران ہو گئے۔ کہ امتحانات سے 20 دن قبل آپ کو داخلہ کس نے دلوایا۔ جب میں نے بتایا کہ میرے ماموں جی رحمہ اللہ نے داخلہ دلوایا ہے۔تو سب اساتذہ میرے ماموں جی کی وجہ سے میری عزت وتکریم کرنے لگے۔ یہ بات تب میرے لئے بہت ہی باعث فخر تھی۔ جب میں گھر جاتا تو میرے استاد محترم قاری عبدالحسیب صاحب حفظہ اللہ مجھے کہتے تھے ادب سے اپنے ماموں جی کو میرا اسلام کہنا۔لیکن جس دن سے اس دنیا فانی سے چلے گئے تو کسی استاد نے یہ نہیں کہا کہ انہیں سلام کہنا۔

الغرض میرے پیپر ہو رہے تھے 20 دسمبر بروز اتوار بعد نماز عصر جامعہ سلفیہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی صاحب حفظہ اللہ نے جب اعلان کیا کہ ماموں جی رحمہ اللہ کی طبیعت خراب ہے۔ دعا کرو تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر دل میں خیال آیا کہ تقریباً 4......5 سال سے ہر سردی میں بیمار ہو جاتے ہیں اور اللہ شفاء دے دیتا ہے۔لیکن مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ اس بار شفایاب نہیں ہوں گے۔ 22 دسمبر بروز منگل کا سورج طلوع ہونے والا تھا۔ میں پیپر کی تیاری میں مصروف کہ ایک اعلان ہونے لگا تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ ماموں جی سے بات کرتا ہوں ان کی بیمار پرسی کرتا ہوں۔

لیکن افسوس یہ اعلان ماموں جی رحمہ اللہ کی وفات کا ہی تھا میں نے جلدی سے اٹھنا

چاہا لیکن میرے پاؤں کے نیچے سے جیسے زمین نکل گئی ہو۔اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوگئیں میں مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب حفظہ اللہ کے پاس آیا اوران سے گھر جانے کے لیے اجازت طلب کی۔تو کہنے لگے پیپر دے کر چلے جانا مجھ سے پریشانی میں پیپر بھی اچھی طرح حل نہ ہوسکا۔

الغرض میں امتحان سے فارغ ہوا تو سیدھا گھر گیا تو ماموں جی رحمہ اللہ کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔کہ اے معوذ! امتحان کی تیاری خوب اچھے طریقے سے کر لیکن کیا ہوا امتحان کے دن ہی تو وہ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور جب میں ان کی وفات کا اعلان کرنے لگا تو میری زبان حرکت نہیں کر رہی تھی۔

ماموں جی کا پہلا جنازہ لاہور ناصر باغ میں ہوا اور دوسرا جنازہ ہمارے گاؤں 53 گ ب ڈھیسیاں میں ہوا۔جب ہمارے گاؤں میں ایمبولینس داخل ہوئی تو لوگ گاڑی کے اردگرد اس طرح جمع ہو گئے۔کہ گاڑی کو آگے آنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔اور ہم علماء کرام کی طرف دیکھ کہ حیران ہو رہے تھے کہ وہ جن کو دیکھنے کا کبھی ہم نے تصور نہیں کیا تھا۔ان علماء کرام کی زیارت کرنے کا بھی موقع مل رہا تھا۔جب ماموں جی رحمہ اللہ کا جنازہ مسجد میں لے جانے کے لئے اٹھایا تو ہر طرف سے ایک ہی آواز بلند ہوئی۔

ہائے ''ابو جی''......کہاں ہو؟ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ لیکن ماموں جی نے کسی ایک کا بھی جواب نہ دیا۔

حتیٰ کہ ماموں جی رحمہ اللہ کی ایک اکیلی بہن تھی جن سے وہ جان سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے۔میری والدہ ان کا بھی جواب نہ دے سکے......اور میت کو مسجد میں لے آئے۔تو مسجد کے ہر کونے سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔جدھر نظر اٹھائی علماء ہی نظر آئے۔

تب مجھے یہ بات یاد آئی۔

موت العالم......موت العالم

اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں خون کی طرح گردش کر رہی تھی کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

پھر شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے جنازہ پڑھایا اس کے بعد چہرہ دیکھنے کے لئے سینکڑوں کی تعداد سے گزر کر بڑی مشکل سے ان کے چہرے کا دیدار کر سکا اور جب انہیں کندھا دینے کی باری آئی تو کندھا دینا دور کی بات بلکہ چارپائی ہی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس طرح ان کی وصیت کے مطابق ان کے چھوٹے بھائی محمد حسین بھٹی رحمہ اللہ کی قبر کے ساتھ دفن کیا گیا۔ اور ان کی قبر پر دعا استاذ العلماء محترم فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب حفظہ اللہ مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد نے کروائی جب ہم قبرستان سے واپس لوٹے تو ایسے لگ رہا تھا جیسے ہم کسی تاریخ کو سنسان وادی میں زیر زمین چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

وترکنا علیہ فی الاخرین (القرآن) تاکہ لوگ اس سے استفادہ کریں اور تاریخ کو یاد رکھیں۔

میرے ماموں جی رحمہ اللہ کی بس یہی خواہش تھی۔

جوانوں کو میری آہ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے
خدایا! آرزو میری یہ ہی ہے
میرا نور بصیرت عام کر دے

آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت میرے ماموں جی رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے۔

اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین